هفت روزه

# خدام الدین لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ دسمبر ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

## امتِ مسلمہ کی فضیلت

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہٖ وسلم فُضِّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا کَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُھَا طَھُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: نبی مکرم رحمتِ دوعالم، رسول محترم، قائدنا الاعظم الاکرم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ کا ارشاد گرامی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"میری امت کو تمام لوگوں سے (باقی امتوں اور ملتوں پر) تین وجہوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں پہلی وجہ تو یہ ہے کہ (نماز میں) ہماری صفوں کو ایسا سمجھا گیا ہے جیسے فرشتوں کی صفیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جب پانی ہم نہ پا سکیں تو زمین کی مٹی کو ہمارے لئے پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے۔"

اس روایت کے راوی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو دوسرے سارے صحابہ علیہم الرضوان کی طرح ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ لیکن ان کی ایک خصوصیت ایسی ہے جو انہیں من وجہ ممتاز کرتی ہے کہ یہ صاحبِ سِرّ النبی کہلاتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے انہیں وہ راز کی باتیں ارشاد فرمائیں اور بتلائیں جو دوسروں کو نہیں بتائیں۔

امت محمدیہ کی باقی ساری کائنات اور انسانوں پر فضیلت کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ محبوب رب العالمین علیہ السلام سیّد الانبیاء، خطیب الانبیاء، امام الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں، قیامت میں "لوائے حمد" آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ آپ کو جو فضائل نصیب ہوئے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئے —— آپ کی نسبت مبارکہ کے سبب امت بھی خیر الامم ہے۔ شہادت علی الناس کا درجہ اس امت کو حاصل ہے اور مختلف فضائل ہیں اس امت کے جن کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں ہے —— اس حدیث میں بھی امّت کی فضیلت کا ذکر ہے اور تین وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ہماری صفوں کی مشابہت فرشتوں کی صفوں سے ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی نورانی مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے (التحریم) فرشتوں کا صف باندھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا قرآن میں موجود ہے (سورۂ صافات آیات ۱۶۵-۱۶۶) اور صفیں باندھ کر ان کے ذکر و عبادت کی اللہ تعالےٰ نے قسم

(باقی ص ۲۴ پر)



باتیں اُن کی یاد رہیں گی | حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

# سُنَّۃُ اللہ —— سُنَّۃُ الاِنس

## اللہ کی عادت —— انسانوں کی عادت

(۱)

## انسانوں کی عادت کا نتیجہ

**تمہید** اللہ تعالےٰ کو علم تھا کہ میں نے انسان کی دو زندگیاں بنائی ہیں۔ ایک فانی دوسری دائمی۔ دنیا کی فانی زندگی گذارنے کے لئے خداداد عقل کے ذریعہ سے کچھ اُلٹا سیدھا کام چلالے گا۔ انسان کو جو ضرورت پیش آئے گی عقلِ خداداد کے ذریعہ سے کوئی نہ کوئی حل تجویز کرلے گا۔ مثلاً کاشت کرنا چاہے گا تو نہر کھود کر دریا سے پانی لے آئے گا۔ جہاں کوئی دریا قریب نہیں ہوگا وہاں کنواں کھود کر کھیت کو پانی دے لے گا۔ گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے مکان بنالے گا کھانا پکانے کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آئے گا۔

### مگر

اس دائمی اور ابدالآباد کی زندگی سے بالکل بے خبر ہے جو مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے کیونکہ مرنے کے بعد کوئی انسان لوٹ کر نہیں آیا۔ جو انسان کو یہ بتلا سکے کہ اس جہاں میں کیا کیا ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ اور ان کا حل کیا ہے جو دنیا سے تیار کرکے لے جانا چاہئے۔ اس لئے سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کوئی بھی دوسرے جہان کی ضرورتوں کی نہ کوئی تفصیل بتلا سکتا ہے اور نہ ان ضرورتوں کے حل کرنے والے اسباب بتلا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت نے ہر دَور میں انسانوں کی راہ نمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اور ان حضرات کی وساطت سے انسان کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا نظام الاوقات (پروگرام) عطا فرمایا۔ جس پر انسان عمل کریں تو ان کی دنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کے لئے بھی سرمایہ حیات یہیں سے لے کر جائیں۔

### تنبیہ

اللہ تعالےٰ انسان کو خبردار کرتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللہَ ط اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ الحشر ع ۳ پ ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص کو سوچ لینا چاہئے کہ کل کے لئے آگے کیا بھیج رہا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس چیز سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

### کل سے مراد آئندہ

اس آیت سے انسان کو نصیحت کی گئی ہے کہ تجھے اپنے اعمال کل کے نتائج کو مدّ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ کل کے لفظ سے مراد دراصل آئندہ ہے اور آئندہ کے مفہوم میں دنیا کی زندگی اور موت کے بعد آنے والی زندگی دونوں مراد لی جا سکتی ہیں۔ یعنی اے انسان! ایسے کام کر۔ ان کی برکت سے تیری دنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے اور مرنے کے بعد والی زندگی میں بھی تم خوشحال ہو۔

## خوفِ خدا

اور اس آیت میں خوفِ خدا کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر انسان دو دشمنوں کے نرغے میں آیا ہوا ہے۔ ایک نفس اور دوسرا وہ شیطان جو حسبِ ارشادِ نبویؐ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ انسان خواہشاتِ نفسانی اور لذّاتِ دنیوی میں غرق رہے۔ خواہ اس کی عاقبت برباد ہی ہو جائے اور جہنم میں جائے۔ مثلاً تاجر کو یہ سکھاتے ہیں۔ کچھ نرخ کے سمجھوتہ میں گاہک سے کما اور کچھ کم تولنے یا ناپنے میں کما۔ سرکاری عہدہ داروں کو سکھاتے ہیں کہ حکومت سے تنخواہ لے اور رعایا سے رشوت لے کر کام کر۔ اور عیاش مزاج انسانوں کے دل میں خیال ڈالتے ہیں کہ اپنی بیوی تو تم نے دیکھی ہوئی ہے۔ وقتی طور پر آوارہ مزاج عورتوں کو کچھ دے دلا کر ان سے بھی لطف اٹھا۔ ان دونوں دشمنوں کی دل میں القاء کردہ برائیوں سے روکنے والی چیز فقط خوفِ خدا ہے اگر یہ چیز انسان کے دل کے رگ و ریشہ میں پیدا ہو جائے تو گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ جس طرح کہ حدیث شریف میں ایسے سات قسم کے انسانوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ وہ شخص ہے جسے کوئی عورت براتی کی طرف دعوت دے اور وہ اللہ کے خوف سے اس گناہ سے باز رہے۔

## حدیث شریف

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن سوائے اس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ انصاف کرنے والا اور وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوو نما پایا ہے اور وہ شخص[۳] جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہے جب اس سے نکل کر جاتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ کر آئے۔ اور وہ دو[۴] آدمی جو اللہ واسطے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اسی خیال سے اکٹھے ہوتے اور یہی خیال رکھتے ہوئے جدا ہوئے اور وہ شخص[۵] جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص[۶] جسے ذاتی خوبیوں والی عورت (برائی کے لئے) دعوت دے۔ پھر وہ کہے۔ کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص[۷] جو صدقہ دے ایسی طرح کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا علم ہے

گزشتہ آیت کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے تمام اعمال کا علم ہے (اگرچہ تم اسے نہیں دیکھتے مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے)۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام ع ۱۲ پ ۷)

ترجمہ: اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)



ہفت روزہ خدام الدین لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۲۲
۲۶ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ • ۲/دسمبر ۱۹۸۳ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں



بدل اشتراک

| سالانہ | ششماہی | سہ ماہی |
|---|---|---|
| ۸۰/- | ۴۵/- | ۲۵/- |

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# صدر ضیاء الحق اور قادیانیت

صدر ضیاء الحق جس پس منظر میں برسرِ اقتدار آئے اس سے ہر باشعور انسان واقف ہے۔ قومی اتحاد اور پی پی پی دونوں حریف تھے اور سخت، ان کا اختلاف دشمنی تک پہنچا تو معاملہ مارشل لاء کی شکل میں سامنے آیا۔ گستاخی معاف، پہلے بھی اور اب بھی اس کا باعث سیاستدان بنے بلکہ بعض سیاست دان متہم ہیں کہ انہوں نے فوجیوں کے نام کی دہائی دی۔ بہرحال دونوں حریفوں کے سربرآوردہ لوگ "سرکاری مہمان" قرار پائے۔ چندے بعد پی پی پی مجرموں کے کٹہرے میں آئی۔ اور قومی اتحاد کا فوجی جنتا سے رابطہ ہو گیا —— واللہ اعلم کہ تحریک استقلال اور جے یو پی اس سے کیوں الگ ہوتے؟ کہتے ہیں کہ بڑوں کے اشارے تھے۔ خیر سابقی اتحاد کی ایک جماعت مسلم لیگ دوستوں کے مشورہ کے بغیر شریک اقتدار ہو گئی۔ ولی خان، اشرف خان شریک اتحاد رہے لیکن اقتدار کے ساتھی نہ بنے۔ جماعت اسلامی کی ضد پر مفتی محمود مرحوم اور نوابزادہ نصراللہ خان کو بھی یہ زہر پینا پڑا۔ سال بھر کے تعلق کے بعد علٰحدگی ہوئی۔ جس نے تلخی بڑھائی اور بڑھتے بڑھتے بہت دور تک بات گئی۔ قدیم ساتھی ضیاء صاحب پر قادیانیت کا شبہ کرنے لگے —— ہمیں اس سے اختلاف تھا اور ہے گو کہ ہمیں ضیاء صاحب سے جب بھی دلچسپی نہ تھی اب بھی نہیں۔ لیکن عقیدے پر شبہ مناسب نہ تھا اور نہ ہے —— ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہے کہ ایم۔ آر۔ ڈی کے بعض رہنماؤں نے اپنی تحریک میں اس مسئلہ کو شامل کرنا چاہا اور بطور خاص سندھ کے بعض مذہبی رہنما اس معاملہ پر خاصے برہم رہے اور ہیں —— اب کراچی میں ایک کتاب کی تقریب افتتاح میں وہ بڑی

وضاحت سے اپنا معاملہ صاف کر چکے ہیں جبکہ اس سے قبل سکھر میں بھی ایسی گفتگو ہو چکی ہے۔

ہم نے عرض کیا کہ مسئلہ یہ نہیں کہ وہ کیا ہیں مسئلہ یہ ہے کہ ان کے دور میں قادیانیت نے کچھ زیادہ کھیل کھیلا ــ مسلم لیگ کو مسلمان قوم کی واحد نمائندگی کا دعویٰ تھا۔ لیکن اس میں ظفر اللہ خان جیسے سکہ بند مرزائی شامل تھے۔ بانی پاکستان انہیں اپنا فرزند فرماتے اور تقسیم کے بعد انہوں نے ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنا کر تمام بیرونی سفارتی مشن مرزائیت کے اڈے بنا دئے۔ اس ذات شریف کو باؤنڈری کمیشن کا وکیل بنا کر ہم نے سنگین غلطی کی ــ اس کی حماقتوں سے ۱۹۵۳ء میں تحریک ابھری اُس بار پہلی مرتبہ فوج نظم میں آئی لیکن خدایان ختم نبوت کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے غرض سے۔ لیگی حکومت میں تھے وہ کیوں عقل سے کام لیتے؟ اس نے ملک کے ساتھ اپنا بھی خانہ خراب کر لیا لیکن معاملات کی اصلاح کی کوشش نہ کی۔ مارشل لا، پر مارشل لا، اور بہت کچھ ہوا۔

ضیاء صاحب سے گلہ یہ ہے کہ پی آئی اے میں مرزائیت بھری گئی، جنرل محمود کو ترقی دی گئی، ڈاکٹر عبدالسلام کا شاہانہ استقبال کر کے امت کا منہ چڑایا گیا۔ قادیانی جرائد و اخبارات کو لگام نہ دی گئی اور وہ مسلسل بے لگام ہو کر گڑبڑ کر رہے ہیں۔ مولوی محمد اسلم صاحب قریشی کا معاملہ معشوق کی کہہ مکرنیوں کا شکار ہوا ــ

ضیاء صاحب خوب جانتے ہیں کہ مشرقی بازو کی بربادی میں ایم۔ایم احمد کا مؤثر رول ہے۔ اس لئے شاید سارا معاملہ ٹھپ ہے سندھ میں قادیانیوں کی سٹیٹ ہیں مرزا غلام احمد کے "مذہبی الہام" تقاضہ کرتے ہیں کہ برعظیم پھر سے اکٹھا ہو مرزا بشیر الدین محمود کے بشرات اس قسم کے ہیں ــ کہنے کو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن چند باتیں عرض کر دیں۔

محترم ضیاء صاحب سوچیں کہ اقتدار آج نہیں کل جائے گا، آخر وہ کتنے دن جئیں گے ــ اگر وہ قادیانیوں کے معاملہ میں ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ارتداد کی شرعی سزا کا اہتمام کریں تو انگریزی سیاست کے یہ مہرے درست ہو جائیں گے۔

اسلام آباد کے اخبارات علماء کے اغوا کی خبریں چھاپ رہے ہیں اور کنری میں مرزائیت قبول نہ کرنے پر غریب مزارعہ کی بیوی بچوں کا اغوا ہو رہا ہے تو آخر ان کا کون ذمہ دار ہے؟ ــ ہم صدر صاحب سے عرض کریں گے کہ تقریر کے خطبہ میں "خاتم النبیین" کا لفظ اتنا ضروری نہیں جتنا ختم نبوت کے منکروں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے اس لئے آپ ختم نبوت و رسالت کے محاذ پر کام کرنے والے اہلِ دل علماء سے مشورت کے بعد اپنی شرعی، آئینی اور اخلاقی ذمہ داریاں پوری کریں ورنہ صبح قیامت میں دربار نبوت میں منہ دکھلانا مشکل ہوگا۔

ہم نہ آپ کے سیاسی حریف نہ حلیف، شوریٰ کے ممبر نہ کچھ اور؟ اس لئے بات صاف ہے کہ آپ کا اعلان مبارک، لیکن وقت مزید تیز گامی کی خواہش رکھتا اور اسوۂ صدیقی پر عمل کا تقاضہ کرتا ہے۔ آپ کا دفتری عملہ ہماری گذارشات آپ تک پہنچنے دے تو ہم آپ کو اس فرقہ ضالہ مرتدہ ملعونہ کے متعلق تفصیل سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ کا جذبہ عمل بیدار ہو اور آپ ربوائی سٹیٹ کے خاتمہ کا یقین دلائیں۔

رب العزت آپ کا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

علوی ۲۷ نومبر ۱۹۸۳

**خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔**



# نوائے وقت اور عبداللطیف سیٹھی

## پیمانۂ صبر کی لبریزی

خدام الدین کی گذشتہ اشاعت میں نوائے وقت لاہور کے ایک مضمون نگار عبداللطیف سیٹھی کے ایک خرافاتی مضمون کا عکس چھاپ دیا گیا ہے اور مختصر نوٹ کے ساتھ حکومت سے گذارش کی گئی کہ وہ اس کا نوٹس لے ــ بعض ذمہ دار حکومتی اہلکاروں کے وعدوں کے باوصف اب یہ معاملہ جوں کا توں ہے ــ ہم نہیں چاہتے کہ جواب آں غزل کا قصہ چھیڑ کر کسی کی دلآزاری کریں لیکن شیخ الاسلام مدنی، شیخ التفسیر لاہوری، حضرت امیر شریعت اور امام الہند مولانا آزاد سے زیادہ ہمیں کوئی عزیز نہیں ــ کوئی بڑے سے بڑا قائد، بیرسٹر، رہنما جو بھی ہو، ہو ہمارے نزدیک ان بزرگوں کی دیانت، امانت، سیاسی شعور سب سے برتر تھا اور ہے ۳۶ سال سے اس ملک میں یہ ہنگامہ برپا ہے اور بعض بے ننگ و نام قلمکار اخبارات کے ذریعہ اس خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس کی ایک بدترین اور مکروہ مثال نوائے وقت کا یہ مضمون ہے ــ ہم نے اللہ کے فضل سے تاریخ کا بھرپور طریق سے مطالعہ کیا ہے اور حوادث روزگار کی فصل لیڈروں کے نقوش اصل ہمارے سامنے ہیں ــ ہم نتائج سے بے پرواہ ہو کر ان حقائق کو طشت از بام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں جن کی تاب نوائے وقت جیسے اخبار نہ لا سکیں گے۔ ہم کمزور ہیں۔ ہمارے پاس روزنامہ نہ سہی لیکن ہمیں رحمت باری پر اعتماد و بھروسہ ہے اور ہم ان بزرگانِ سلف کی ارواح طیبات کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ آپ کے اخلاف ایسے بے غیرت نہیں ہوئے کہ آپ کی پگڑیاں یوں اچھلیں ــ ہم اپنے اکابر سے اپنی سچی محبت کا ثبوت دیں گے اور ضرور ــ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد پتہ چلے گا کہ کانگریس کا پیسہ کن کے گھر میں آتا تھا اور عیسائی اور یہودی سرمایہ پر کون پلتا تھا؟ چونکہ اب یار لوگوں نے ڈھٹائی کی حد کر دی ہے اور شرافت کی گفتگو ان پر اثر انداز نہیں ہوتی اس لئے اب ہم

چل میرے خامہ بسم اللہ

کہہ کر آگے بڑھ رہے ہیں ــ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے۔ ہم بطفیل نبی محترم رسول عربی علیہ السلام اسی سے مدد کی درخواست کرتے ہیں ــ آئندہ ہفتہ

"علامہ اقبال مرحوم کے خطوط کا ایک نیا مجموعہ"

اس عنوان پر گفتگو ہوگی۔

علوی مدیر خدام الدین
۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء

# آہ! ڈاکٹر محمد ایوب قادری

آج کے اخبارات میں اندر کے صفحات پر ایک مختصر سی خبر ہے کہ گورنمنٹ وفاقی کالج کراچی کے شعبہ اردو کے سربراہ، مشہور محقق، مؤرخ اور مصنّف و مترجم ڈاکٹر محمد ایوب قادری کراچی میں اپنے گھر کے قریب ٹریفک کے حادثہ میں انتقال کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

چند دن قبل احقر کا کراچی جانا ہوا۔ میرے والد گرامی سفرِ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے انہی کی وجہ سے مَیں کراچی گیا۔ مرحوم نے تین چار دن کا وقت زیادہ تر ہمارے ساتھ گذارا۔ خود اپنے مکان پر بڑے خلوص سے کھانے کی دعوت دی۔ محترم میاں محمد سعید صاحب (مصنف حیات النبیؐ و سیّدہ عائشہؓ) کے مکان پر جو کھانا ہوا اس میں بھی شریک ہوئے۔ برادر عزیز منظور جاوید صاحب (اسسٹنٹ ایڈیٹر جنگ کراچی) کے مکان پر ہمارا قیام تھا۔ وہاں چند مرتبہ تشریف لائے۔ چند سال سے احقر کا ان سے مخلصانہ تعلق تھا۔ لاہور تشریف لاتے تو شرفِ مہمانی سے مجھے ضرور نوازتے ـــ گاہ بگاہ مولانا عبیداللہ انور سے ملاقات اور ان کی مجلس روحانی میں شریک ہوتے۔ بڑے صاحب فکر، صاف نظر، مؤرخ، محقق اور نقاد تھے۔ ابھی دو دن قبل احقر کے نام ان کا خط آیا جس میں زیر ترتیب کتاب "فضل حق خیرآبادی" سے متعلق بعض ضروری معلومات انہوں نے پوچھیں ـــــ جمعہ کی چھٹی کے پیشِ نظر کل جواب نہ لکھا آج جواب لکھنے والا تھا کہ یہ روح فرسا خبر ملی۔

اس سفر کراچی میں مولوی رحمان علی صاحب کی کتاب "تذکرہ علماء ہند" کے جدید ایڈیشن کی اشاعت کا اُن سے طے ہُوا۔ اس کا ترجمہ موصوف نے کیا تھا اور مفید حواشی لکھے تھے۔ ان کی آخری کتاب "کاروانِ رفتہ" ابھی حال ہی میں آئی جو بعض ارباب علم و فضل اور احباب پر ان کے تاثراتی مضامین کا مجموعہ ہے افسوس کہ اس کے چند دن بعد وہ خود اس "کاروان" میں شامل ہو گئے۔

پرچہ پریس جا رہا ہے۔ احقر کے ہاتھ کام نہیں کر رہے۔ دل و دماغ ماؤف ہے، قلم لرزہ براندام ہے۔ مختصراً اپنے مخلص، محترم اور محبوب کرمفرما کے متعلق چند سطور لکھ ڈالیں۔

۱۹۸۱ء میں ان کے برادر اصغر اور میرے انتہائی محترم اور محبوب بھائی مولوی نعمت اللہ قادری (ابومعاویہ صاحب) ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئے اور اب ہمیں اس حادثہ سے دوچار ہونا پڑا ـــــ ان کا چہرہ، مسائل پر گفتگو، مجلس احباب میں ان کا چہکنا اور لطائف و ظرائف سے احباب کو خوش وقت کرنا اور علمی و تاریخی عنوانات پر سیر حاصل بحث، کیا کیا یاد آئے گا ـــــ اور آ رہا ہے۔

ربِّ کائنات ان کی قبر کو اپنے انوار سے بھرے، ان کی اہلیہ محترمہ، عزیزان اور جملہ متعلقین کو بہ صدہ ہمت و حوصلہ سے سہارنے کی توفیق ہو ـــــ مَیں خود مستحق تعزیت ہوں۔

آہ ـــ او موت! تجھے موت آئی ہوتی۔

غم زدہ : علوی

۱۲-اے شاہ جمال لاہور

۲۰ر صفر ۱۴۰۴ھ

۲۶-۱۱-۱۹۸۳



## مجلسِ ذکر

ضبط وترتیب : ادارہ

# اہلِ توحید کا باہمی تعلق ہر قسم کے تعلّقات سے بلند تر ہے

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

محترم بزرگو اور قابل احترام خواتین! یادِ الٰہی کی اس ہفت روزہ مبارک محفل و مجلس کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی دین ہے جسے وہ اپنے کرم سے عطا فرما دے ـــ خوش قسمت اور قابل مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مشاغل دنیوی کو خیرباد کہہ کر اس پاکیزہ مجلس اور نورانی محفل میں شریک ہوتے ہیں۔ سوچیں مسجد کا مبارک قطعہ ہو، یادِ الٰہی کی مجلس ہو تو معاملہ نورٌ علیٰ نور کا نہیں ہو گا تو کیا ہو گا؟

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالےٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں خیر و بھلائی کی ایک رسم اور ریت ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ ان کے طریق کے مطابق بعد میں چند الفاظ کہنے کا رواج ہے، ان جیسی نورانیت سے بھری ہوئی تقریر، اخلاص میں ڈوبے ہوئے کلمات اور علم حقیقت و معرفت کے جواہر پارے تو ایسے تھے کہ ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے لیکن لیکن مخلصین بارگاہِ الست اور مقربانِ خداوندی کی عادات اور طور طریقوں کی نقالی بھی اتنا بڑا سعات کا کام ہے کہ اس پر بھی نقشے بدل جاتے ہیں۔

عزیزو! ہم مسلمان ہیں حضور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم ہمارے آقا و مولا ہیں۔ آپؐ کی شریعت ہمارا سرمایہ ہے۔ اس مبارک شریعت نے ہم سب کے درمیان ایک ایسا رشتۂ تعلق پیدا کر دیا ہے جو ہر قسم کے تعلقات سے بلند و بالاتر ہے۔ تعلقات تو کئی قسم کے ہیں انسانی تعلق، برادری، کنبہ، عزیز داری کا تعلق وغیرہ لیکن یہ جو اسلامی تعلق ہے جس کی بنیاد کلمہ توحید و ایمان ہے اس کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ تعلق من و تو کے فرق کو مٹا دیتا ہے اس میں کالے گورے، عربی عجمی کا تصوّر ختم ہو جاتا ہے اس تعلق والوں کے لئے شہنشاہ حقیقی عز اسمہ فرماتے ہیں :-

انما المومنون اخوۃ (الحجرات)

تمام روئے زمین کے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو دشمن کے پنجہ میں چھوڑے"۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث نقل کی ہے اس میں ارشاد ہے (صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :-

"جو مسلمان دوسرے مسلمان کی ایسے موقعہ پر مدد نہ کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جاتی ہو اور اس کی آبرو پامال کی جاتی ہو تو اللہ تعالےٰ بھی اس کی

ایسی جگہ مدد نہیں فرمائیں گے جہاں وہ رب العزت کی مدد کا بے حد محتاج اور خواہش مند ہوگا۔ اور جو ایسی جگہ مدد کرے گا تو اللہ تعالےٰ بھی اس کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں وہ ضرورت مند ہوگا۔"

اور حضرت امام بخاری امام مسلم قدس سرہما دونوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

"ہر مسلمان دوسرے کے لئے ایک گھر اور مکان کی مانند ہے کہ ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔"

میرے بزرگو! سچ یہ ہے کہ حضور نبی مکرم جو ہمارے معلّم و مزکّی تھے انہوں نے انسانی معاشرے کو ایسا جوڑا کہ ہر شخص دوسرے کا غم اپنا غم سمجھنے لگا بلکہ لوگ اپنے غم بھول کر دوسروں کے غم میں شریک ہونے لگے۔ سورۃ حشر میں ہے کہ "مسلمان (صحابہ کرام) تو ایسے ہیں کہ خود ضرورت مند ہونے کے باوصف دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔" اور سورۃ دہر میں ہے کہ "اللہ والے محض اللہ کی محبت کی غرض سے یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے اور ان کی مدد کرتے ہیں۔"

اہل ایمان کے باہمی تعلق کے متعلق قرآن و حدیث کے ارشادات اکھٹے کئے جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جاتا ہے لیکن عقل مند کو اشارہ کافی ہے —— اور مَیں صاف عرض کروں گا کہ یہ تعلق جب تک موجود تھا اور اس میں رخنے نہ پڑے تھے تو مسلمان کا دنیا میں وقار تھا، عزت تھی اور وہ سربلند و رفیع تھا لیکن جب یہ خوبی رخصت ہوئی اور اس تعلق پر انتشار و افراتفری غالب آ گئی۔ تو پھر پناہ ہے خدا کی ہم عربی عجمی میں بٹ گئے۔ مفادات کی جنگ میں مشغول ہوگئے۔ صوبوں قومیتوں اور زبانوں کے جھگڑوں کا شکار ہوگئے۔ قرآن کے نقطۂ نظر یہ اسلامی پر عمل نہیں بلکہ کافرانہ عمل ہے اور یہی مسلمان قوم کی بربادی کا باعث ہے۔ اس لئے میری درخواست و استدعا ہے کہ اپنے معاشرہ سے ان چیزوں کو ختم کرنے اور امت واحدہ بننے کی فکر کریں یہی اصل دین اور یہی روح اسلام ہے۔

## ماہانہ مجلس ذکر

انشاء اللہ تعالےٰ اگلی ماہانہ مجلسِ ذکر خضراء مسجد سمن آباد لاہور میں زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم مورخہ ۴ر دسمبر ۸۳ء بعد نماز مغرب منعقد ہو گی۔ دعوتِ عام ہے۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

دشمنوں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقعہ نہ دے۔ اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کر"

موسیٰ علیہ السلام کا دل پگھل گیا بارگاہ باری میں عرض کناں ہوئے :-

"اے میرے رب! میری اور میرے بھائی کی کوتاہی کو معاف فرما دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل کرلے تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

(الاعراف : ۱۵۱)

اور کلمہ آخر کے طور پر عرض کرتے ہیں اَنْتَ وَلِيُّنَا تُو ہمارا دستگیر ہے فَاغْفِرْ لَنَا پس ہم کو بخش دے وَارْحَمْنَا اور ہم پر رحم فرما دے وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ۔ تو سب بخشنے والوں سے زیادہ بخشنے والا ہے۔

عزیزانِ گرامی! یہ داستان ہے موسیٰ علیہ السلام کی دعاؤں کی۔ ایک ایک قدم پر فریاد۔ (دعا) حاجت براری کی درخواست' اس سے سبق حاصل کریں اور سب جھوٹے اور غلط آستانوں کو چھوڑ کر صرف اسی کے آستانہ پر آجائیں جہاں سب آئے اور جو آیا نامراد نہ گیا۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین



خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

# انبیاء علیہم السّلام —— ربّ کعبہ کے حضور

(۳)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-

بزرگانِ محترم، برادرانِ عزیز اور محترم خواتین!

دعا کے متعلق کچھ گذارشات گذر چکی ہیں اس ضمن میں بعض انبیاء علیہم السلام کی ان دعاؤں کا تذکرہ ہو چکا ہے جو قرآن عزیز میں ذکر کی گئی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ افضل و محترم ہیں اللہ تعالےٰ کی منتخب ترین مخلوق ہیں، معصوم ہیں، انسانیت کے ہادی اور رہنما ہیں لیکن دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو اس رب قادر و قدیر کا جو "صاحبِ کُن" ہے۔

آج کی صحبت میں چند اور انبیاء کا اسی حوالہ سے ذکر ہوگا رب العزت ہمیں اپنے ان مخلص و محبوب بندوں کے اسوہ و طریق کے مطابق اپنے گھر کا سوالی بنا لے اور اپنے دروازے سے مانگنے کا ڈھنگ اور طریق سکھا دے۔ ہمیں وہ ادب آ جائیں جن سے مانگنا مؤثر ہوتا ہے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السّلام

قرآن کریم میں انبیائے سابقین میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متعدد سورتوں میں ذکر ہے اور بڑی تفصیل سے۔ اللہ رب العزت نے انہیں مخاطبت کے شرف سے نوازا اس لئے وہ "کلیم" کہلانے لگے۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء : ۱۶۴) یعنی اللہ تعالےٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے خاص طور پر گفتگو کی ——

آپ کا دور بڑے ابتلاء کا دور تھا۔ فرعون جیسا ظالم و قاہر حکمران بندگانِ خدا کو ستا رہا تھا اس نے اللہ کی مخلوق کو فرقوں میں بانٹ رکھا تھا، اور ایک جماعت (بنی اسرائیل) کو اس حد تک کمزور و مجبور اور بے بس بنا رکھا تھا کہ بے دریغ ان کے لڑکے ذبح کر ڈالتا (القصص) قدرت خداوندی سے موسیٰ علیہ السلام اس کی دست برد سے بچے اور اس طرح کہ اس قادر و قیوم نے اسی کے گھر میں ان کی پرورش کا سامان کیا۔ جب اللہ کا یہ صالح بندہ شعور کے عالم میں پہنچا تو اسے محسوس ہُوا کہ ایک طبقہ دوسرے طبقہ پر بلا وجہ ظلم کرتا ہے۔ اس کی پیغمبرانہ بصیرت نے مظلوم کی داد رسی کا فیصلہ کیا —— گو ابھی تک باضابطہ اسے ابھی یہ ذمہ داری سونپی نہ گئی تھی لیکن ہونہار بروا کے تو ابتدا میں ہی چکنے چکنے پات ہوتے ہیں —— مظلوم کی داد رسی میں ایسا ہُوا کہ ظالموں کے طبقہ کا ایک فرد اس کے ایک گھونسہ سے واصل جہنّم ہو گیا۔ حالانکہ اس نے یہ

گھونسا محض سرزنش و تادیب کے لئے مارا تھا لیکن قضا سر پر کھڑی تھی اس لئے یہ حادثہ ہو گیا ۔۔۔ اللہ کا وہ معصوم بندہ بارگاہ رب العزت میں گڑگڑاتا ہے اور عرض کرتا ہے۔

"اے میرے پروردگار! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا سو تو مجھ کو بخش دے۔ اس پر خدا نے اس کو معاف کر دیا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے"

(القصص آیت ۱۶)

## ایک شبہ کا ازالہ

دورِ حاضر کے بے ننگ و نام اہل قلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے عقیدہ کو مجروح کرنے کی غرض سے اس قسم کے واقعات کا سہارا لیا اور لکھ مارا کہ اللہ تعالےٰ تو اپنے نبیوں سے کبھی کبھار خود گناہ کراتا ہے تاکہ لوگ انہیں خدا نہ سمجھنے لگیں (عیاذاً باللہ) اور پھر لکھا کہ آخر موسیٰ علیہ السلام سے بھی تو اتنا بڑا ظلم اور گناہ ہو گیا تھا، حضرت لاہوری فرماتے "رب رے سے عقل گھستے"۔ سچی بات یہ ہے کہ جب کسی صاحب دل کی نظر نہ ہو تو انسان بہک جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی حماقتیں ہوتی ہیں حالانکہ سوچنا چاہیئے کہ اس میں گناہ کی کونسی بات ہے ایک ظالم مظلوم پر ظلم کر رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مدد کے لئے آگے بڑھتے ہیں اور گھونسہ مار کر اسے دفع کرتے ہیں تقدیر سے وہ مر جاتا ہے ۔۔۔ ورنہ گھونسہ سے موت کیسی؟ یہ الگ بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے مقام رفیع کے پیش نظر سہم گئے اور فوراً بارگاہِ خداوندی میں مغفرت کی فریاد کرنے لگے ۔۔۔ اور جب انہیں وقتی طور پر سفر کیلئے نکلنا پڑا تو گویا ہجرت کے شدائد کی سنت پوری ہونے کا وقت آیا تو دیکھیں کس طرح بارگاہِ قدوس میں عرض کرتے ہیں:۔

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ اے میرے پروردگار! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا لے۔

مدین پہنچ کر غیرت نے گوارا نہ کیا کہ کسی کے سامنے اپنی بے چارگی کا اظہار کریں شہر کے کنوئیں پر رک گئے اور رب قدیر کی رحمت کا انتظار کرنے لگے کہ وہ اپنے خزانہ غیب سے انتظام فرما دے ۔۔۔ وہاں کے نبی معصوم شعیب علیہ السلام کی باحیا، صاحب عفت و عصمت بچیوں کے گلہ کو پانی تو پلا دیا لیکن ان پر اپنا حال ظاہر نہ کیا نہ کسی صلہ کی تمنا کی بلکہ بارگاہ رب العزت میں عرض کیا:۔

"اے میرے پروردگار! جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیج دے میں اس کا حاجت مند ہوں"۔

جو رب رات کی تاریکی میں پتھر کے نیچے چیونٹی کی فریاد اور اسے روزی بہم پہنچاتا ہے اس نے شعیب علیہ السلام کو متوجہ کیا انہوں نے بلا بھیجا۔ قصہ معلوم کر کے فرمایا ۔۔۔ گھبرانے کی بات نہیں ظالم لوگوں سے آپ بچ کر آ گئے۔ (القصص ۲۵)

اور جب رب العزت نے مسافرت کی اس زندگی سے نجات بخشی اور واپسی کا عزم کیا اور راستہ میں نبوت کا تاج سر پر رکھا گیا تو کس لئے؟ کنج عافیت میں بیٹھنے کی غرض سے نہیں بلکہ خلق خدا کی رہنمائی کے لئے ۔۔۔ اور آپ جانتے ہیں کہ دور فرعون کا ہے انا ربکم الاعلیٰ (النازعات) کا اسے دعوٰے ہے۔ پہلا حکم ہی یہ ہے کہ اس کے دربار میں جائیں۔ اسے حق کا راستہ بتلائیں ۔۔۔ اس بار عظیم کا سن کر موسیٰ علیہ السلام لرز گئے اور لرز جانا چاہیئے تھا۔ کہ یہ شدید بوجھ تھا۔ یہ وہ



بارِ امانت تھا جسے آسمان و زمین نہ اٹھا سکے تھے۔ رب العزت کے آستانہ پر سر نیاز جھکایا اور عرض کیا

"اے میرے پالنہار! میرا سینہ کشادہ کر (کہ اس راستہ میں شدائد و تکالیف ہیں۔ ان کے تحمل کا حوصلہ پیدا ہو جائے) اور میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں"۔

(طٰہٰ ۲۵ تا ۲۸)

اس کے ساتھ ہی اپنے برادر بزرگ حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی مدد کے لئے رب سے مانگا۔ اور انہیں اپنے کام میں شریک کرنے کی درخواست کی ۔۔۔ فریاد رس، مشکل کشا، داتائے مطلق اور دعاؤں کے پورا کرنے والے رب نے فرمایا:۔

"اے موسیٰ! تیری سب درخواستیں پوری کر دی گئیں (آیت ۳۶)

درخواستیں پوری ہو چکیں اب چلیں فرعونی دربار میں لیکن اس طرح کہ بات نرمی اور محبت سے کریں۔ میری یاد کا سہارا لے کر جائیں۔ اس میں سستی نہ ہو ۔۔۔ دونوں بھائی حکم خداوندی کے سامنے سجدہ ریز ہیں، چلتے ہیں لیکن یہ درخواست کرتے ہوئے:۔

"اے میرے مربی! ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا وہ زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے"۔

(طٰہٰ: ۴۵)

غیرت مند خدا نے اپنے شاہی انداز میں اپنے بندوں سے فرمایا:۔

"تم ڈرو نہیں، بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں"۔

اور جب چلتے چلتے جادوگروں سے مقابلہ آ پڑا اور موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو دیکھ کر جادوگر راہِ حق پر آ گئے اور فرعون نے انہیں سولی کی دھمکی دی۔ تو راہِ حق کے یہ مسافر جنہیں چند لمحات قبل موسیٰ علیہ السلام کی ایمانی رفاقت نصیب ہوئی ہے تو ان کے حوصلے اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ فرعون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں جو چاہو کر گذرو اب تو نشۂ ایمان نصیب ہو گیا۔ ہم تو اپنے رب سے اپنی خطاؤں کی معافی کے خواستگار ہیں۔ یہی نو مسلم عرض کرتے ہیں۔ اور سوچیں کہ اس عرض کے پیچھے کس کی تربیت اور کس کی نگاہ کام کر رہی ہے وہی موسیٰ ۔۔۔ کلیم اللہ۔ ان کی نگاہ کا فیض ۔۔۔ عرض کرتے ہیں:۔

"اے ہمارے رب! ہم پر بکثرت صبر کا فیضان فرما اور ایسی حالت میں ہماری روح قبض فرما کہ ہم مسلمان ہوں"۔ (الاعراف: ۱۲۶)

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے رب کائنات کی ملاقات کے اشتیاق میں عرض کیا کہ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کہ مجھے اپنا جمال دکھا دے ۔۔۔ تو ظاہر ہے کہ یہ محبت کے غلبہ کی بات تھی تجلی الٰہی کی تاب نہ لا سکے تو فوراً عرض کر اٹھے:۔

"اے اللہ! تو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے میں اس سوال پر آپ کی بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں اور تیری قدرت و کبریائی پر پہلا ایمان لانے والا ہوں"۔

طور کے سفر سے واپسی پر قوم کی بے راہروی کے سبب اپنے بھائی پر جب بگڑے تو بھائی نے کہا اور کس انداز سے کہ دل پگھل گیا:۔

"اے میرے ماں جائے! ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے تو

(باقی ۱۰ پر)

# تین طلاقیں • قرآن وحدیث کی روشنی میں

اخذ وترجمہ: عبدالشکور شاکر جلالپوری فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن

سعودی عرب میں طلاق ثلاث بلفظ واحد کے سلسلہ میں ایک علمی مباحثہ ہوا۔ جس میں تمام ممالک کے کبار علماء اور مفتیوں نے شرکت کی۔ اکثر علماء نے اسی قول کو راجح قرار دیا کہ ایک لفظ کے ساتھ دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی واقع ہونگی پھر اس مباحثہ کو رئاسۃ ادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد الریاض۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ نے ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرکے ممالک اسلامیہ میں بھیجا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! ایک لفظ کے ساتھ دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

**دلیل اوّل:** فرمان خداوی یا ایھا النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوھن لعدتھن ۔۔۔ الیٰ قولہ تعالیٰ وتلك حدود اللّٰہ ومن یتعد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ لا تدری لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلك امرًا۔

ترجمہ: اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت پر ۔۔۔ اور یہ حدیں ہیں اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا۔ اس کو خبر نہیں کہ شاید اللہ پیدا کر دے اس طلاق کے بعد نئی صورت۔

شرعی طلاق وہی ہے جس کے بعد عدت ہو اور طلاق دینے والے کو اختیار حاصل ہو کہ وہ رجوع کر لے یا مکمل طور پر آزادی ہو جائے یعنی طلاق رجعی ہو۔ وہ طلاق جس میں حق رجوع سلب ہو جائے وہ طلاق ناپسندیدہ ہے اور یہ عدت والی طلاق نہ ہوگی۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا۔ اس آیت کے سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غیر شرعی طلاق (یعنی جس میں رجوع نہ ہو سکے) واقع ضرور ہوگی۔ اگر تین طلاقوں کا وقوع نہ ہو بلکہ ان کو ایک کا حکم دیا جائے تو ایسے انسان کو پھر ظالم نہیں کہا جا سکتا" کیونکہ اسے تو کوئی نقصان ہی نہیں پہنچا" اور ایسے آدمی کے لئے رجوع کرنے کی رعایت ختم نہ ہوتی جس کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجًا (اور وہ آدمی جو اللہ سے ڈرے بنا دے اس کے لئے مشکل سے نجات کا راستہ) آیت میں مخرج سے مراد حق رجوع ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس لفظ کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک لفظ تین طلاقیں دیں اور حضرت ابن عباسؓ کے پاس مسئلہ پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا" اللہ کا فرمان ہے (من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجًا) اور تو نے خدا سے خوف نہیں کیا اس لئے تیرے واسطے کوئی رعایت نہیں ہے تو نے خدا کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے بائنہ ہو گئی ہے۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس آدمی نے طلاق دینے میں وہ صورت اختیار نہیں کی جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا بلکہ بطور مثال اس نے تین طلاقیں دے دیں تو ایسا انسان ظالم ہے۔ اب اگر تین طلاقوں کو ایک تصور کر لیا جائے تو پھر وہ تقویٰ کیا چیز ہے جس کی بنیاد پر مخرج آسانی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ایسے ظالم کو کیا سزا دی گئی جس نے طلاق دینے کے غیر شرعی طریقہ کو اپنایا اور حدودِ الٰہی کو توڑا۔ جس طرح اپنی بیوی سے ظہار کرنے والے آدمی پر بطور سزا کفارۂ ظہار ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے اسی طرح وہ انسان جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں سزا کے طور پر اس کی تینوں طلاقوں کو نافذ سمجھا گیا اور حق رجوع کو ختم کر دیا گیا کیونکہ اس نے خدا سے خوف نہیں کیا اور حدودِ خداوندی کو توڑ کر اپنے نفس پر ظلم کیا۔

**دلیل دوم:** صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت منقول ہے ان رجلاً طلق امرأتہٗ ثلاثًا فتزوجت فطلقت فسئل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتحل للاول؟ قال لا حتیٰ یذوق عسیلتھا کما ذاق الاول: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اس عورت نے دوسرے آدمی سے شادی کر لی اور پھر اسے طلاق مل گئی آپؐ سے سوال کیا گیا کیا یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے خاوند کی طرح اس عورت کے ساتھ مباشرت نہ کرے" امام بخاری نے اس روایت کو باب من اجاز الطلاق ثلاثًا میں درج فرمایا ہے۔

بعض معترضین نے کہا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا بیان کردہ واقعہ دراصل حضرت رفاعہ بن وہب کا ہے جس کا ذکر مسلم شریف میں موجود ہے۔ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رفاعہ نے متفرق طور پر تین طلاقیں دی تھیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا کہ حضرت رفاعہ کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا چنانچہ یہ دونوں الگ الگ واقعات ہیں۔ حضرت رفاعہ قرضی اور حضرت رفاعہ نضری دونوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ دونوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور ان دونوں عورتوں سے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کر لیا لیکن قبل از دخول طلاق دے دی۔ چنانچہ ان دو مختلف واقعات کو ایک تصور کر لینا غلط ہے۔

حضرت عائشہؓ کی حدیث کے خلاف حضرت ابن عباسؓ کی روایت بواسطہ طاؤس مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کان الطلاق علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بکر وصدر من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تین طلاقوں کو ایک سمجھا جاتا تھا۔

دونوں روایات میں (روایت عائشہؓ و روایت ابن عباسؓ) طلاق ثلاث کا لفظ موجود ہے جس کی دو تشریحیں ہو سکتی ہیں (۱) تین طلاقیں ایک بار دی گئی ہوں (۲) یا متفرق طور پر۔ اگر پہلا معنیٰ مراد ہے تو اس تعارض کو یوں ختم کیا ہے کہ روایت حضرت عائشہؓ کیونکہ متفق علیہ ہے اس لئے اسی کو راجح قرار دیا جائے گا اور اسی روایت میں وضاحت ہے کہ ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقوں سے بیوی خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ زوج ثانی سے نکاح کے بغیر پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ اگر دونوں روایات میں طلاق ثلاث سے مراد متفرق طور پر دی جانے والی تین طلاقیں ہوں تو پھر روایت ابن عباس فریق مخالف کے لئے اس متنازعہ فیہ مسئلہ میں حجت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ اختلاف تو ان طلاقوں کے بارے میں ہے جو ایک لفظ کے ساتھ دی جائیں۔ اور روایت عائشہؓ کو تین متفرق طلاقوں پر اور حدیث ابن عباس کو تین اجتماعی طلاقوں پر محمول کرنا تحکم بلا دلیل ہے۔

**دلیل سوم:** ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح ایک طرح کی ملک ہے۔ باقی املاک کی طرح جب اس کو متفرق طور پر ختم کیا جا سکتا ہے تو اجتماعی طور پر بھی اس کو ختم کرنا صحیح ہوگا۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ تین طلاقوں کے سلسلہ میں جمہور فقہا کا قول عقلی طور پر بالکل واضح ہے۔ کیونکہ وہ عورت جس کو تین طلاقیں دی جائیں تو دوسرے آدمی سے نکاح کے بغیر پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ لغوی اور شرعی طور

پر اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ تین طلاقیں متفرق طور پر دی جائیں یا ایک ہی بار دی جائیں۔ اور جو فرق سمجھا جاتا ہے وہ محض صوری اور ظاہری ہے۔ شریعت نے نکاح، عتق اور اقرار کے معاملات میں باتفاق الامت اس تفریق کو لغو قرار دیا ہے۔ مثلاً اگر ایک آقا اپنے غلام کو کہے انکحتك هولاء الثلاث" میں نے ان تین عورتوں سے تیرا نکاح کر دیا" ایک ہی کلمہ میں تین عورتوں کے نکاح کا ذکر کیا ہے اور یہ نکاح اسی طرح منعقد ہو جائے گا جس طرح کہ وہ اپنے غلام کے نکاح کے وقت تین عورتوں کا الگ الگ ذکر کرے اور کہے۔ انكحتك هذه وهذه وهذه "میں نے تیرا نکاح اس عورت اور اس عورت اور اس عورت کے ساتھ دیا" اسی طرح عتق اور اقرار کے باقی مسائل میں بھی یہی اصول کارفرما ہوگا (تو علی ہذا القیاس اگر تین طلاقیں متفرق طور پر دی جائیں تو تین واقع ہوتی ہیں اسی طرح اگر ایک بار دی جائیں تب بھی تین ہی واقع ہو جائیں گی) البتہ تین طلاق دینے والے کو ملامت کی جاسکتی ہے کہ اس نے تین طلاق بیک وقت دے کر اسراف کیا ہے۔

**دلیل چہارم:** علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذاق کے طور پر طلاق دینے والے آدمی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ اور دوسرے صحابہ کی روایت اس سلسلہ میں دلیل ہے۔ جسے پوری امت کی تلقی حاصل ہے ان ثلاثا جدهن جد وهزلهن جد الطلاق و النكاح والرجعة:"تین چیزیں ایسی ہیں جن کی حقیقت حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت متصور ہوگی یہ تین چیزیں طلاق، نکاح اور رجوع ہیں"۔ کیونکہ مذاق کرنے والے نے طلاق کا لفظ دل کے ارادہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذاق کرنے والے کی طلاق کے وقوع کے سلسلہ میں فرمایا "جو آدمی کہتا ہے کہ مذاق کرنے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ حدیث ہے: لا لغو فی الطلاق "فضول طلاق واقع نہیں ہوتی" تو یہ روایت اس آدمی کی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل ہے کیونکہ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ جس آدمی کی زبان پر طلاق کا لفظ دل کے ارادہ کے بغیر جاری ہو گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی لیکن وہ آدمی جو مذاق کے ارادہ سے طلاق کا لفظ بول رہا ہے ظاہر ہے کہ اس نے دل کے ارادہ کے ساتھ اس لفظ کو منہ سے نکالا۔ اسی طرح ایک سے زیادہ دی جانے والی طلاقیں طلاق کے معنی سے خارج نہیں بلکہ یہ تو صریح طور پر طلاق ہے۔ تو تین طلاقوں کو ایک کا حکم دینا بعض کو جاری کرنے اور بعض کو معطل کرنے کے مترادف ہے۔ مخالفین کی دلیل حضرت ابن عباس کی روایت ہو سکتی ہے جس کا جواب انشاء اللہ بعد میں دیا جائیگا۔

**دلیل پنجم:** اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ تین طلاقوں کو تین کا حکم دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر کبار صحابہ کرام کا بھی یہی قول ہے۔ ائمہ اربعہ، امام اوزاعی اور ابن ابی لیلی کا بھی اس مسئلہ پر اتفاق ہے۔ ابن الہادی ابن رجبؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام تابعین اور معتمد علیہ ائمہ سلف میں سے کسی سے بھی یہ فتویٰ واضح طور پر منقول نہیں کہ ایک لفظ کے ساتھ دی جانے والی تین طلاقوں کو ایک سمجھا جائے گا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اس مسئلہ کے بارہ میں کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں دوسرا قول جو ذکر فرمایا وہ یہ ہے "دوم، تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ دینا حرام ہے لیکن نافذ ہو جائیں گی۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اور امام احمدؒ کی آخری روایت بھی یہی ہے۔ اسی کو اکثر صحابہ کرامؓ نے اختیار فرمایا۔ بہت سارے صحابہ اور تابعین سے بھی یہی قول منقول ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں چار اقوال ہیں پہلا یہ ہے کہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ ائمہ اربعہ، جمہور تابعین اور اکثر صحابہ کرام کی بھی یہی رائے ہے۔ امام قرطبیؒ رقمطراز ہیں کہ علماء اور مفتیان



کی یہی رائے ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ دی جانے والی تین طلاقیں تین واقع ہوں گی۔ جمہور اسلاف کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابن عربی اپنی کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں تحریر فرماتے ہیں اور ابن قیم اپنی کتاب "تہذیب السنن" میں ابن عربی سے راوی ہیں کہ بعض لوگوں نے آیت الطلاق مرتان سے غلط استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی اور ان کو ایک کا حکم حاصل ہوگا۔ نیز اس قول کو اسلاف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ حجاج بن ارطاۃ کا قول بھی بیان کرتے ہیں جو کہ ضعیف اور مشکوک ہے۔ اپنی تائید میں ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ صحابہ کی طرف اس قول کو منسوب کرنا جھوٹ ہے کسی کتاب اور روایت میں ایسا قوم موجود نہیں ہے اور حجاج بن ارطاۃ کی روایت کو ملت اسلامیہ اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔

**دلیل ششم:** حضرت ابن عباس کی روایت پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اور اس سے استدلال کرنا غلط ہے اس روایت پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ یہ روایت سند اور متن کے لحاظ سے مضطرب ہے۔ سند کا اضطراب یہ ہے کہ کبھی اس روایت کی سند عن طاؤس عن ابن عباس کبھی عن طاؤس عن ابن ابی الصہباء عن ابن عباس اور کبھی عن ابی الجوزاء عن ابن عباس بیان کی جاتی ہے۔ متن کا اضطراب یہ ہے کہ ابوالصہباء کبھی یہ الفاظ نقل کرتے ہیں (الم تعلم ان الرجل كان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها جعلوها واحدة) اور دوسرے مقام پر الفاظ یوں ہیں (الم تعلم ان الطلاق الثلاث كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وصدر من خلافة عمر واحدة)

ب۔ حضرت ابن عباس سے روایت کرنے میں طاؤس اکیلا ہے اور طاؤس حضرت ابن عباس سے منکر روایات نقل کرنے کی وجہ سے متکلم فیہ ہے۔ قاضی اسماعیل اپنی کتاب "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں کہ طاؤس اپنے زہد و تقویٰ کے باوجود منکر چیزیں بیان کرتا ہے اور یہ روایت بھی انہیں میں سے ہے۔ ابن عبدالعزیز نے کہا کہ طاؤس کی روایت شاذ ہے ابن رجب فرماتے ہیں کہ طاؤس جن شاذ اقوال میں منفرد ہے ان کو مکہ کے علماء منکر سمجھتے ہیں۔ قرطبی ابن عبدالبر سے نقل فرماتے ہیں کہ طاؤس کی روایت وہم اور غلط ہے۔ حجاز، شام اور مغرب کے فقہا میں سے کسی نے اس روایت کو قبول نہیں کیا۔

ج۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ روایت دو وجہ سے شاذ ہے (۱) حضرت ابن عباس سے روایت کرنے میں طاؤس منفرد ہے کسی نے بھی اس کی متابعت نہیں کی۔ ابن منصور کی روایت میں امام احمد فرماتے ہیں کہ ابن عباس کے باقی شاگردوں نے طاؤس کی روایت کے خلاف روایت بیان کی ہے۔ جوزجانی فرماتے ہیں یہ روایت شاذ ہے ابن رجب فرماتے ہیں اور ابن عبدالہادی ان سے نقل کرتے ہیں کہ قدیم دور میں جب اس روایت کے بارہ میں تحقیق کی تو اس کی کوئی بنیاد فراہم نہ ہوئی (۲) اس روایت کے شاذ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایات کو نقل ہے جن تین طلاقوں کے نفاذ کا ذکر ہے پھر امام بیہقی ابن المنذر سے نقل فرماتے ہیں کہ ہم یہ گمان نہیں کر سکتے کہ حضرت ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت بیان کریں خود اس کے خلاف فتویٰ دیں۔ ابن الترکمانی فرماتے ہیں کہ طاؤس کہتے ہیں کہ" ابوالصہباء نے ان سے اس سلسلہ میں سوال کیا تھا" معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس سے نقل کردہ یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ ثقہ رواۃ نے حضرت ابن عباس سے اس روایت کے خلاف روایات بیان کی ہیں۔ اگر بالفرض حضرت ابن عباس کی طرف اس روایت کی نسبت درست بھی ہو تب بھی حضرت ابن عباسؓ کا قول حضرت عمرؓ،

حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ و دیگر کبار صحابہ کے خلاف حجت نہیں ہو سکتا جو کہ علم و مرتبہ کی رو سے حضرت ابن عباسؓ سے افضل ہیں۔

اس روایت کے شاذ ہونے کی وجہ سے امام احمد بن حنبلؒ اور امام بخاریؒ نے بھی اس روایت سے اعراض کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اثرم اور ابن منصور سے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس کی روایت کو عمداً ترک کیا ہے کیونکہ حفاظ رواۃ نے جو ابن عباس سے روایت نقل کی ہے وہ اس کے خلاف ہے اس لئے اس روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ امام بیہقی امام بخاری سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عمداً اس روایت کو نقل نہیں کیا اور اس کی وجہ وہی ہے جو احمد بن حنبل نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان اماموں نے بغیر کسی معقول وجہ سے اس روایت کو نہیں چھوڑا۔

د۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ایک اجتماعی اور عمومی حالت کا بیان ہے کہ حضور اکرمؐ، ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تین طلاقوں کو ایک کا حکم حاصل تھا۔ چنانچہ اس حالت کا علم اس دور کے اکثر لوگوں کو ہونا چاہئے تھا نیز مقتضیات بھی وافر تعداد میں موجود تھے کہ اس بات کو متعدد طرق، اسناد سے بیان کیا جاتا تاکہ آئندہ اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس کے باوجود یہ روایت صرف حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس سے صرف طاؤس روایت کرتا ہے جس کے بارہ میں پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اصول حدیث کے ماہر جمہور علماء نے کہا ہے کہ ایسی خبر واحد جس کے بارہ میں دواعی بھی موجود ہوں کہ دوسرے لوگ بھی اس کو بیان کرتے اس کے باوجود اگر صرف ایک راوی نے اس کو بیان کیا ہو تو ایسی خبر واحد صحیح نہیں ہوگی۔ "جمع الجوامع" کے مصنف غیر صحیح روایات کا شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ خبر واحد جس کو دوسرے طرق سے نقل کرنے کے دواعی بھی وافر تعداد میں موجود ہوں تو ایسی روایت قطعاً غیر صحیح ہے صرف روافض ایسی روایت کو معتبر سمجھتے ہیں۔ ابن حاجب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ واقعہ جس میں جم غفیر نے شرکت کی ہو اور دواعی بھی وافر تعداد میں موجود ہوں کہ وہ بھی اس روایت کو بیان کریں (مثلاً شہر میں منبر پر خطیب صاحب کا قتل کیا جانا) اس طرح کے واقعہ کو اگر صرف ایک آدمی بیان کرے تو وہ بالکل جھوٹا ہے صرف اہل تشیع اس فیصلہ سے اختلاف کرتے ہیں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس سلسلہ میں دواعی وافر تعداد میں موجود تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ کے دور اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور کے تعامل کو بہت لوگ بیان کرتے۔ ان دواعی کے باوجود تمام صحابہ کرام کا سکوت اور صرف حضرت ابن عباس کا اکیلے روایت بیان کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یا تو حضرت ابن عباس کی روایت میں تین طلاقوں سے مراد ایک لفظ سے تین طلاقیں مراد نہیں بلکہ ایک وقت میں اور تین الفاظ کے ساتھ طلاق مراد ہے یا یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ خبر واحد ہے اور دوسری اسناد سے نقل کئے جانے کے دواعی کے باوجود صرف ایک سند سے مروی ہے چنانچہ اصول حدیث کی رو سے ایسی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

ھ۔ حضرت ابن عباسؓ جو تقویٰ، علم، استقامت، اتباع نبویؐ اور حق گوئی جیسی صفات میں مشہور تھے ان سے اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ حضور اکرمؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ادوار کے تعامل کو جانتے ہوئے بھی حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو قبول فرما لیتے کہ تین طلاقوں کو تین کا حکم حاصل ہے۔ کتب احادیث شاہد ہیں کہ ابن عباسؓ نے کئی مسائل میں حضرت عمرؓ سے اختلاف فرمایا جیسے متعہ حج، ایک دینار کی دو دیناروں سے بیع اور ام ولد کی بیع وغیرہ۔ چنانچہ یہ بات ناممکن ہے کہ حضرت ابن عباس حضورؐ کے تعامل کے ہوتے ہوئے بھی حضرت عمر کا فیصلہ تسلیم کر لیں اور حق گوئی سے کام نہ لیں حالانکہ حضرت ابن عباس ایسے حق گو تھے کہ متعہ حج کے مسئلہ کے بارے میں انہوں نے فرمایا "قریب ہے کہ آسمان سے تم

(باقی ۲۲ پر)



ترتیب: ظہیر میر

# شب و روز

**۳۔ نومبر بروز جمعرات:** حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی۔ تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع کی وجہ سے بے شمار حضرات تشریف لائے ہوئے تھے۔ رائے ونڈ جاتے ہوئے ہر سال ہزاروں افراد شیرانوالہ تشریف لاتے ہیں۔ اور حضرت اقدس سے ملاقات کر کے اپنے روحانی اسباق کی تکمیل اور دوسرے معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے رات گئے تک ان حضرات سے ملاقات فرمائی اور مختلف مسائل میں اُن کی تسلی و تشفی فرمائی۔ اجتماع اگلے دن شروع ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے یہیں قیام کیا۔ اور دوسرے دن صبح رائے ونڈ روانہ ہوئے۔

**۴۔ نومبر بروز جمعۃ المبارک:** حضرت اقدس نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد بہت سے حضرات نے حضرت اقدس سے ملاقات کر کے مختلف مسائل میں راہنمائی حاصل کی۔ اسی دن رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع شروع ہوا۔ ملک اور بیرون ممالک سے لاکھوں مسلمانوں نے اس روح پرور اجتماع میں شرکت کی۔ شیرانوالہ گیٹ سے بھی کئی جماعتوں کی صورت میں ساتھیوں نے اجتماع میں شرکت کی۔

**۵۔ نومبر بروز ہفتہ:** اجتماع کے دوسرے روز بھی ہزاروں لوگ قافلوں کی شکل میں رائے ونڈ جاتے ہوئے شیرانوالہ گیٹ آتے رہے۔ حضرت اقدس کی عدم موجودگی میں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے لوگوں سے ملاقات فرمائی۔

**۶۔ نومبر بروز اتوار:** تبلیغی اجتماع کے آخری روز نماز ظہر سے قبل تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا انعام الحسن دامت برکاتہم نے بڑی پرسوز دعا فرمائی اور لوگوں کو اللہ کے راستے میں دین مبین کی ترویج و اشاعت کے لئے وقت لگانے کی تلقین کی۔ حضرت میاں اجمل قادری صاحب نے جماعتی ساتھیوں کے ہمراہ اجتماع میں شرکت کی۔

اسی روز حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ سمن آباد لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں جامع مسجد خضراء میں مجلس ذکر منعقد کرائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ یاد رہے کہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو جامع مسجد خضراء سمن آباد میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مجلس ذکر منعقد کراتے اور لوگوں سے ملاقات فرماتے ہیں۔ سمن آباد اور اس کے ارد گرد علاقوں کے علاوہ لاہور کے دوسرے حصوں سے بھی لوگ اس بابرکت مجلس میں شرکت کرتے ہیں۔

اسی شام مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں عراق اور شام سے علماء عرب کا ایک وفد حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے مولانا عبد الرحمٰن صاحب آف جامعہ اشرفیہ کے ہمراہ تشریف لایا۔ حضرت اقدس کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے اس وفد سے ملاقات کی۔ اور اپنے جماعتی مؤقف، ملکی اور بین الاقوامی حالات پر تبادلہ خیالات کیا۔

اسی رات نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد شریف وٹو نائب امیر نظام العلماء پاکستان منعقد ہوا۔ حضرت اقدس نے اس اجلاس میں

شرکت فرمائی۔ اور یہاں سے رات بارہ بجے فراغت کے بعد حضرت اقدس جامع مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں اجتماع سے واپسی پر ہزاروں لوگ حضرت اقدس سے ملاقات کے خواہش مند تھے۔ بڑی مسجد، چھوٹی مسجد، برآمدے، صحن، شیخ التفسیر ہال، مدرسہ البنات، مدرسہ قاسم العلوم، غرض تمام جگہیں پُر تھیں۔ حضرت اقدس رات تین بجے تک مختلف حضرات سے ملاقات فرماتے رہے۔ اور مختلف مسائل پر ہدایات دیتے رہے۔

**۷۔ نومبر بروز پیر:** حضرت اقدس رات ۸ بجے جامع مسجد تشریف لائے۔ آج بھی اجتماع سے واپس آنے والے سینکڑوں احباب نے حضرت اقدس سے ملاقات کی حضرت الامام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ، آف ڈیرہ غازیخاں نے بھی حضرت اقدس سے ملاقات فرمائی۔ حضرت اقدس اُن کی آمد پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجمع کو چیرتے ہوئے حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول صاحب مدظلہ، سے بغلگیر ہوگئے۔ حضرت اقدس نے اس موقع پر بڑا پُر اثر خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ وہ حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں جو اس فتنہ وفساد کے زمانہ میں اپنے گھریلو سکون وآرام کو چھوڑ کر دین کی تبلیغ کے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں کوئی تبلیغی جماعت کا ایجنٹ نہیں یا ان سے کوئی تنخواہ نہیں لیتا جو میں ان کی وکالت کر رہا ہوں۔ میں نے انہیں جانچا، پرکھا اور مشاہدہ کیا ہے۔ یہ لوگ جس راستے پر چل رہے ہیں یہ وہی راستہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ کرامؓ کا تھا۔ اگر ہمارے اکابر دین کے مختلف راستوں پر جدوجہد نہ کرتے تو پھر آج میں اور آپ مسلمان نہ ہوتے۔ مجدد تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کو میں نے ان گنہ گار آنکھوں سے دیکھا۔ ان کی تقاریر سنیں۔ جس خلوص اور للہیت سے انہوں نے تبلیغ کا کام شروع فرمایا تھا۔ آج الحمدللہ اُن کے خلوص کو اللہ نے قبول فرما کر پوری دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ حضرت اقدس نے سوز و رفتگی کے انداز میں فرمایا کہ آپ لوگوں نے ان بزرگوں کو دیکھا نہیں صرف لوگوں سے سُنا ہے لیکن میں نے انہیں دل کی گہرائیوں سے دیکھا ہے۔ مجھے ان اکابر کی جوتیوں میں بیٹھنے اور ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے میں نے انہی بزرگوں سے دین پڑھا اور سیکھا ہے۔ حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا محمد زکریاؒ اور بہت سے دوسرے بزرگوں سے استفادہ کرنے کا فخر حاصل ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے یہ لوگ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حق کے سچے علمبردار تھے اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ انشاء اللہ تبلیغی جماعت کی کوششیں رنگ لائیں گی۔ آج چین اور روس ایسے لادین اور کمیونسٹ ممالک میں بھی انہی حضرات کی کوششوں سے دین کا کام ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی جماعت میں سارے کے سارے بالکل ٹھیک اور صحیح لوگ جمع ہوگئے ہیں اب ان میں کوئی خامی یا کمزوری نہیں رہی بات اکثریت کی ہے ورنہ حق پرست اور سچے لوگ ہر گروہ اور ہر جماعت میں ہوتے ہیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر حدیث مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِهٖ پر گفتگو فرماتے تو اس سے مراد اُن کی یہ ہوتی تھی کہ ہر زمانے میں ہر جماعت اور گروہ میں اچھے اور بُرے ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی رُو سے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے لیکن اُن میں سے ایک جنت میں جائے گا اس سے مُراد ہر گروہ اور ہر جماعت کے وہ لوگ ہیں جو مقبول بارگاہ الٰہی ہیں لہٰذا ہر ملک اور ہر جماعت سے اچھے لوگوں کو ملا کر جو صحیح اور سچے لوگوں کی جماعت بنے گی وہ جنت کی مستحق ہوگی۔ اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ قاسم العلوم کے باہر پتھر لگوا دیا تھا۔ جس پر صاف الفاظ میں یہ درج ہے کہ یہ جائیداد کسی کی ملکیت نہیں۔ صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جو اکابر علماء حق اہل سنت کے طریق پر تبلیغ اور تعلیم وتدریس کا فریضہ انجام دیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں چاہئے



کہ ہم ان اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں کتاب وسنت کی نشرواشاعت کے لئے وقف کر دیں۔

حضرت اقدس نے اس موقعہ پر سینکڑوں لوگوں کے مسائل سُنے۔ اُن کی روحانی اصلاح کے لئے اوراد و اشغال تجویز فرمائے اور پورے مجمع کو پُر خلوص دُعاؤں سے نوازا۔

**۱۰۔ نومبر بروز جمعرات:** چاند مہینے کی پہلی جمعرات ہونے کی وجہ سے جامع مسجد شیرانوالہ میں لوگ معمول سے زیادہ تشریف لائے۔ حسب معمول ہر نوچندی جمعرات کو آیت کریمہ پڑھی جاتی ہے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں دُور دراز سے آتے ہیں۔ حضرت اقدس نے حسب معمول آیت کریمہ منعقد کرائی۔ اور نماز کے بعد لوگوں کے مسائل سُن کر رہنمائی فرمائی۔

اسی شام حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب ملتان روانہ ہوگئے۔ وہاں انہوں نے خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں صبح کی نشست میں شرکت فرمائی۔ مولانا زاہد الراشدی بھی میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ دونوں حضرات نے ظہر سے پہلے کی نشست سے خطاب کیا اور مغرب کے بعد شورکوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

**۱۱۔ نومبر بروز جمعۃ المبارک:** حضرت اقدس نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد لوگوں سے ملاقات فرمائی۔ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے اسی روز بعد نماز عشاء شورکوٹ ضلع جھنگ میں حضرت اقدس مدظلہ، کی سرپرستی میں چلنے والے مدرسے جامعہ عثمانیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی اور خطاب عام فرمایا۔ شورکوٹ سے واپسی پر آپ سرگودھا تشریف لے گئے۔ سرگودھا میں مختلف احباب سے ملاقات کے بعد آپ ربوہ کے قریب "لالیاں" تشریف لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ حضرت اقدس کے خادم احمد شیر لالی کے ہاں ساتھیوں سے ملاقات کی اور ان سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا۔

**۱۲۔ نومبر بروز ہفتہ:** مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور کی لائبریری میں حضرت اقدس کی زیر صدارت "شاہ ولی اللہ سوسائٹی" کی ماہانہ فکری نشست منعقد ہوئی۔ یاد رہے یہ فکری نشست ہر انگریزی مہینے کے دوسرے ہفتے بعد نماز مغرب حضرت اقدس کی زیر صدارت منعقد ہوتی ہے۔ اور اس میں مختلف سکالر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ کی روشنی میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس دفعہ کی نشست کئی اعتبار سے اہم اور یادگار تھی۔ لاہور ہائیکورٹ کی انسپکشن ٹیم کے رکن جناب ڈاکٹر منیر مغل جنہوں نے حال ہی میں حضرت امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر قرآن حکیم پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ انہوں نے "اسلام کا فکری نظام حضرت شاہ ولی اللہ کی روشنی میں" کے عنوان سے بڑا پُر مغز اور مفصل مقالہ پڑھا۔ یہ مقالہ خدام الدین میں علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔ حضرت اقدس نے اس مقالے اور جناب ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب کی بہت تعریف فرمائی اور انہیں پُر خلوص خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ موصوف کو صحت وعمر میں برکت عطا فرمائیں آمین۔ حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب جو شاہ ولی اللہ سوسائٹی کے سیکرٹری بھی ہیں۔ انہوں نے اس نشست کو کامیاب بنانے کے لئے بہت کوشش کی اور دیواروں پر اکیلے ہی اشتہار لگاتے اور ساتھیوں کو دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور انہیں دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ (آمین)

**۱۴۔ نومبر بروز پیر:** مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تمام مکاتیب فکر کا ایک نمائندہ اجلاس حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ علمائے اسلام، جمعیۃ علمائے پاکستان، جماعت اسلامی، جماعت اہل حدیث اور شیعہ مکتب فکر کے مرکزی رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں مولانا اسلم قریشی کے اغوا کے سلسلہ میں تمام مکاتیب فکر کے راہنماؤں پر مشتمل ایک مجلس عمل تشکیل دی گئی۔ جس کا اجلاس چند روز تک متوقع ہے۔

**۱۷۔ نومبر بروز جمعرات:** حضرت اقدس

نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ بعد نماز عشاء جمعیۃ علمائے اسلام، جمعیۃ علمائے پاکستان اور جمعیۃ اہل حدیث کے راہنماؤں کا ایک مشترکہ اجلاس شیرانوالہ میں زیرِ صدارت حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تینوں مذہبی جماعتوں نے باہمی اتحاد کا اصولی طور پر فیصلہ کیا۔ اِس اتحاد کی تفصیلات آئندہ چند روز تک منظرِ عام پر آجائیں گی۔

**۱۸۔ نومبر بروز جمعۃ المبارک:** حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب صبح سویرے سرگودھا تشریف لے گئے۔ حضرت لاہوریؒ کے برادر اصغر مرحوم حکیم رشید احمد صاحب کی صاحبزادی، حضرت اقدس مدظلہٗ کی چچا زاد بہن ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کی ہمشیرہ اور میاں اجمل صاحب کی پھوپھی جان بیگم عزیز علوی صاحب اچانک دل کا دَورہ پڑنے سے انتقال فرما گئی تھیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے انتقال کی خبر رات گئے موصول ہوئی۔ صبح سویرے میاں صاحب سرگودھا تشریف لے گئے۔ راقم بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ بعد نماز عصر مرحومہ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اور بعد نماز مغرب سرگودھا کے بڑے قبرستان میں سپردِ خاک کر دی گئیں۔ مرحومہ بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ اللّٰہ تبارکؐ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اُن کے تمام پسماندگان اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت اقدس نے حسب معمول اس دن جامع مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد احباب کے مسائل سُنے اور ہدایات دیں۔

میاں محمد اجمل قادری صاحب سرگودھا سے رات "سجوکہ" تشریف لے گئے۔ وہاں جماعت کی نیک سیرت عابدہ زاہدہ بی بی حلیمہ کے ہاں قیام فرمایا۔ اس قصبے کے اکثر حضرات، کا روحانی تعلق حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ اور حضرت اقدس سے ہے اگلے دن صبح میاں صاحب "ارڑ" نامی قصبہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سکول کے بچوں کے اجتماع سے بڑا پُر اثر خطاب کیا۔ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کے مختلف قصبات میں میاں صاحب نے سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے متعلقین سے ملاقاتیں کیں اور مختلف مسائل پر اُن کی راہنمائی فرمائی۔

**۲۱۔ نومبر بروز پیر:** حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب بعد نماز ظہر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ تشریف لائے اور حضرت میاں اجمل قادری صاحب سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ اسی رات کامونکی منڈی ضلع گوجرانوالہ میں جامع مسجد اویسیہ کے ایک عظیم الشان جلسہ عام کی صدارت میاں اجمل صاحب نے فرمائی۔ حضرت مولانا سید سلیمان طارق، مولانا عبدالرؤف صاحب فاروقی، مولانا طیب الرحمٰن جامی اور دوسرے علماء کرام نے اس جلسہ سے خطاب کیا۔ میاں صاحب کی دعائے خیر سے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(بقیہ: تین طلاقیں)

پر پتھروں کی بارش ہو میں تمہیں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا فرمان بتلاتا ہوں اور تم حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کا قول پیش کرتے ہو ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی نسبت حضرت ابن عباس کی طرف کرنا درست نہیں)

و۔ اگر حضرت ابن عباس کی روایت کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ ناممکن ہے کہ باقی تمام صحابہ حضورؐ، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت کے تامل کے باوجود حضرت عمرؓ کے فیصلہ کو قبول کر لیتے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ تقویٰ و پرہیز گاری کا پیکر تھے اور اتباع نبویؐ کے جذبہ سے سرشار تھے اس کے باوجود کسی صحابی نے بھی حضرت ابن عباسؓ کی طرح حضرت عمر کے خلاف فتویٰ صادر نہیں فرمایا۔

ز۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں یہ دلالت موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے تو تین طلاقوں کو محض سزا کے طور پر نافذ فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ تصور کرنا مشکل ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ جو کہ تقویٰ، علم اور تفقہ فی الدین میں بلند مقام پر فائز تھے ان کی طرف یہ نسبت بعید از عقل ہے کہ وہ ایسی سزا تجویز کریں جس کا اثر صرف قصوروار خاوند پر ہی مرتب نہیں ہوتا بلکہ بیوی تک بھی اس کا اثر متجاوز ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس فیصلہ سے عورت کا حرام فرج دوسرے مرد کیلئے حلال کر دیا گیا اور پہلے خاوند کیلئے عورت کا فرج جو بوجہ عقد نکاح و حق رجوع حلال تھا اس فیصلہ سے حرام کر دیا گیا۔ ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس کی روایت درست نہیں ہے۔
والله اعلم بالصواب



بہنوں کا صفحہ

نسیم اختر

# بچوں سے پیار

(قسط اوّل)

ننھا امجد باہر سے آیا۔ اور آتے ہی امی سے چمٹ گیا۔ ممی آپ مجھے پیار کرتی ہیں۔ ماں کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ اور اس نے امجد کو گلے سے لگایا۔ اس کا منہ چُوما اور بڑے لاڈ سے بولی "میرا امجد مجھے بہت پیارا ہے۔" امجد بھی اس پیار سے بہت خوش ہوا۔ اور مسرت سے سرشار باہر بھاگنے لگا کہ اچانک میز سے ٹھوکر کھائی اور پانی کا گلاس جو میز پر رکھا تھا گر کر ٹوٹ گیا۔ وہ سہم گیا۔ یکایک اس نے ماں کی کرخت آواز سُنی جو کہہ رہی تھی "اندھے ہوگئے تھے دیکھ کر چلا کرو۔" امجد کی ساری خوشی ختم ہوگئی۔ اور وہ ڈر اور خوف سے سسکیاں بھرتا ایک طرف کونے میں دبک گیا۔

ایسے واقعات ہمارے گھرانوں میں روز مرہ ہوتے رہتے ہیں۔ ماں کا پیار اور غصہ بچے کو ذہنی کشمکش میں مبتلا کئے رکھتا ہے وہ جان نہیں پاتا کہ آیا ماں کو اس سے حقیقی پیار ہے یا وہ اس سے نفرت کرتی ہے۔ حقیقی پیار تو یہ ہے کہ بچے کو پوری طرح سمجھا جائے۔ اس کے جذبات کا احترام اور لحاظ کیا جائے۔ اور اگر اس سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو اس پر فوراً جھڑکنے اور ڈانٹنے کی بجائے یہ چاہیے کہ وہ ان وجوہ کو سمجھائے جن کے باعث وہ قصور سرزد ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ میں اگر ماں بچے کو جھڑکنے کی بجائے بچے کو پیار سے پوچھتی ہے کہ "ننھے کیا ہوا" پھر اس کو آکر اُٹھاتی۔ تو پھر امجد سمجھ لیتا کہ واقعی امی کو اس سے پیار ہے۔ لیکن امی نے منہ چوما پھر جھڑک دیا۔ گویا بچے پر اپنی منافقت کا اثر ڈالا۔

ماہرین نفسیات کی تحقیقات ہے۔ کہ جب کسی بچے کو بار بار اس کی خطاؤں پر سرزنش کی جاتی ہے۔ تو وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ اس معیار تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ جو اس کے لئے ماں باپ نے مقرر کر رکھا ہے۔ اور پھر کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کوئی اچھا کام کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ تجربہ اُسے بتا دیتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کرے گا اسے ٹوکا ضرور جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس سے کوئی محبت ہی نہیں کرتا۔

بہت سے قصور جنہیں بڑے قصور سمجھتے ہیں جو بچوں سے سرزد ہوتے ہیں اگر ان کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے اکثر ان کی قدرت سے باہر تھے اور بعض حالتوں میں وہ دوسروں کے عدم اشتراک سے وقوع پذیر ہوئے۔ پھر بچہ ایک وقت میں ایک ہی بات پر توجہ مرکوز کر سکتا ہے۔ جب کوئی بچہ دسترخوان پر سے کوئی دل پسند چیز اٹھانے میں دُودھ کا گلاس اُلٹ دیتا ہے۔ تو وہ مجبور ہوتا ہے۔ یہ اس کی طاقت میں نہیں کہ وہ اتنی احتیاط برت سکے۔ عموماً مائیں یہ بھول جاتی ہیں کہ بچہ اپنی عمر کے لحاظ سے کام کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے کام کو اپنے معیار سے جانچتی ہیں ورنہ اگر بچوں کو ان کی عمر کے مطابق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بچے جو کچھ کرتے ہیں وہ بہت دلچسپ ہوتا ہے۔ جب اس پر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو ان کا دل بڑھتا ہے اور وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ بچہ وہی حرکات کرے گا جو اس کی عمر کا تقاضا ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ بچے

**بقیہ: احادیث الرسولؐ**

کھائی۔ (صافات: ۱) حضور علیہ السلام کے امتی جب با جماعت نماز ادا کرتے ہیں تو ان کی صفوں کی وہی شان ہوتی ہے جو فرشتوں کی صفوں کی ہوتی ہے۔

اس سے من وجہ جماعت کی فضیلت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ اجتماعی عبادت زیادہ اجر کا باعث ہوتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ جماعت کی نماز میں امام صاحب ولا الضالین کہتے ہیں تو اس موقعہ پر مقتدیوں کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جن لوگوں کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جاتی ہے ان کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ـــــ اندازہ لگائیں کتنی بڑی فضیلت ہے کہ صفیں فرشتوں جیسی، ثواب زیادہ۔ اور آمین میں توافق پر گناہوں کی معافی کا وعدہ (رزقنا اللہ تعالیٰ وایاکم)

دوسری فضیلت یہ ہے کہ ساری زمین ہی مسجد ہے۔ پہلی امتوں میں ایسا نہ تھا۔ عبادت کے لئے جو مخصوص مقامات تھے انہیں میں جانا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی امت کو یہ رعایت دی کہ شرعی اعذار کے سبب وہ کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ گھر میں، دکان میں، دفتر میں، راستہ پر، جنگل میں، ریل اور جہاز میں غرض بوقت ضرورت ہر جگہ مصلیٰ بچھا سکتا ہے لیکن اس رعایت کا معاملہ ناگزیر مجبوریوں سے ہے عام حالات سے نہیں۔ عام حالات میں مسجد سے دوری پرلے درجہ کی بدبختی ہے۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسجد کے پڑوس میں بسنے والوں کی نماز گھر میں نہیں ہوتی نیز بلا عذر مسجد سے غیر حاضر رہنے والوں کے مکان جلا دئے جاتے بشرطیکہ ان میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے۔

تیسری فضیلت یہ ہے کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ پانی میسّر نہ ہو یا ہو لیکن اس کا استعمال نقصان کا باعث ہو تو مٹی سے کام چلا لے، تیمم کر لے، ایسے وقت میں مٹی جو تلویث کا باعث ہوتی ہے، طہارت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ غسل کی ضرورت ہو یا وضو کی! حضرت الامام ابو حنیفہ قدس سرہٗ کے نزدیک تیمم کی نیّت کر کے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر پورے چہرہ پر مل لینا پھر مٹی پر مار کر اپنے بازوؤں پر پھیر لینا جتنے وضو میں دھوئے جاتے ہیں تیمم کو کافی ہے اس سے انسان پاک ہو جاتا ہے نماز، قرآن کی تلاوت سب درست ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان فضائل سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے۔

**بقیہ: طبی مشورے**

(۱) سپستاں پچاس عدد (۲) عناب ولائتی ۲۰ عدد (۳) ملٹھی مقشّر ۱ تولہ (۴) پوست خشخاش ۲ تولہ (۵) خطمی ۶ ماشہ (۶) تخم خیارین ۶ ماشہ (۷) بہیدانہ ۶ ماشہ (۸) شیرہ مغز بادام ۱ تولہ (۹) شیرہ خشخاش ۱ تولہ (۱۰) قند سیاہ ½ سیر۔

چینی کے سوا تمام چیزیں رات کو سیر بھر پانی میں بھگو دیں صبح آگ پر رکھ کر پکائیں حتیٰ کہ پاؤ بھر پانی رہ جائے۔

اب دوائیں مل چھان کر پانی میں آدھ سیر چینی ملا کر پکائیں۔ حتیٰ کہ گاڑھا ہو جائے۔ اب اس میں صمغ عربی، کتیرا اور رب السوس ہر ایک ۶ ماشہ باریک پیس کر شامل کریں۔

## الحاج غلام محمد خان صاحب کے ورثاء متوجہ ہوں

ہمارے محترم کرمفرما حکیم امیر علی صاحب قریشی مقیم مدینہ منورہ نے اطلاع دی ہے کہ چودھواں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے غلام محمد خان ولد دوست محمد خان اس مرتبہ سفر حج میں ہمارے ساتھ تھے۔ طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔ حکیم صاحب نے ان کے ورثاء سے رابطہ کی کوشش کی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ ورثاء یا ان سے متعلق کوئی صاحب حکیم صاحب سے مدیر خدام الدین کی معرفت رابطہ کر لیں۔



# تعارف وتبصرہ

**تحقیق عمر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا**

تصنیف: حکیم نیاز احمد۔ قیمت -/۱۰۰ روپے
ملنے کا پتہ: پاک اکیڈمی دکان ۲۲۰ مسجد باب الاسلام آرام باغ۔ کراچی

بڑے سائز کے ۵۹۶ صفحات کی یہ کتاب حکیم نیاز احمد صاحب انبالوی کی تصنیف ہے جو مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے مشہور شاگرد ظفر حسن ایبک کے بھانجے اور ایک علمی گھرانے کے فرد ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی صاحب علم ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب وتصنیف میں موصوف کے بیس برس خرچ ہوئے۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے اور مشہور عالم مولانا الیث اللہ فاضل دیوبند اور مولانا عظمت اللہ جھنگ اس محنت میں ان کے ساتھ پورے پورے شریک تھے گویا تین صاحب علم بزرگوں کے مجموعی طور پر ۶۰ برس اس کتاب پر خرچ ہوئے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے کس قدر محنت کی ہوگی۔ ــــ سیدتنا حضرت عائشہ حضور علیہ السلام کی محبوب ترین اہلیہ تھیں واحد کنواری زوجہ محترمہ آپ تھیں ۶ سال کی عمر میں آپ کی شادی اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی کی بات اتنی مشہور ہے کہ عام لوگ شہرت کی بنا پر خاموش ہو جاتے ہیں لیکن شہرت دلیل صداقت نہیں۔ کئی ایک اہل قلم اس عنوان پر گفتگو کر چکے ہیں جن میں ہمارے فاضل دوست میاں محمد سعید صاحب (صاحب حیات النبی وسیرت عائشہؓ) بھی شامل ہیں جنہوں نے بڑی تحقیق سے یہ کتابیں مرتب کیں۔ تاہم سب حضرات کے یہاں وہ بحث ضمنی ہوتی ہے جبکہ اس کتاب کی تمام تر بحث کا انحصار ہی اس پر ہے۔ کتاب کے دو حصے یا دو باب ہیں۔ پہلے حصہ میں ان چھ مشہور روایات پر بحث ہے جن میں حضرت عائشہؓ کی کم عمری کی بات سامنے آتی ہے اور دوسرے حصہ میں بلوغت اور سن رشد کے معاملہ میں محققانہ اور مدققانہ گفتگو ہے اہل علم وتحقیق کے لئے کتاب ایک تحفہ سے کم نہیں ــــ اس کی اشاعت وطباعت کا اہتمام کرنے والے حضرات مستحق تبریک ہیں ہمیں یقین ہے کہ اہل علم اس کا خوشدلی سے خیر مقدم کریں گے۔

**دور حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل اور اسلامی تعلیمات واشارات**

از مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
قیمت .......
ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ، ۱۰۱ اردو بازار لاہور

حضرت مولانا سید محمد میاں ہمارے علماء کے حلقہ میں ایک فاضل اہل قلم کے حوالہ سے متعارف تھے اپنے وقت کے اکابر علماء سے ان کے مخلصانہ تعلقات ہی نہیں وہ ان کے حلقہ کے ایک مخلص شریک بزم تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ مدرسہ شاہی مراد آباد اور بعد میں مدرسہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث رہے جمعیۃ علماء ہند کے ناظم۔ جمعیتی لٹریچر انہی کے قلم سے ہے اور یہ ان کی خوبی تھی کہ ان تفصیلات کو محفوظ کر کے جمعیتہ کو زندہ جاوید بنایا۔ ان کی یہ کتاب بڑی اہم ہے آج کا مسئلہ سیاسی اور اقتصادی ہے اور ان کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اسلام کس طرح ان معاملات میں رہنمائی کرتا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کی طرف اہل علم کی اجتماعی توجہ ہونی ضروری ہے۔ مولانا نے گو تفصیل سے نہیں لیکن اشارات سے بات سمجھانے کی کوشش کی جس کا اعتراف صدق دل سے کرنا پڑتا ہے اسی موضوع وعنوان پر یہ ایک ایسی کتاب ہے جس پر بلند وبالا عمارت کھڑی ہو سکتی ہے۔ دہلی کے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر

مکتبہ قاسمیہ، ۱۱، اردو بازار لاہور نے انتہائی خوبصورتی سے اس کتاب کو چھاپا ہے جس پر وہ مستحق تبریک ہے۔ امید کہ اہل ذوق اسس کتاب کی قدر کریں گے اس موضوع پر نہایت بہتر اور مؤثر کتاب ہے۔

## جوہر تقویم

از: ضیاء الدین لاہوری۔ قیمت /۱۵ روپے
ملنے کا پتہ:۔ الحنفائق آصف بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

جناب ضیاء الدین لاہوری ایک محنتی اور بیدار مغز انسان ہیں تقویم کے معاملات سے انہیں گہری دلچسپی ہے۔ پاک و ہند کے علمی رسائل معارف اعظم گڑھ، برہان دہلی، الحق اکوڑہ خٹک وغیرہ میں اس عنوان پر ان کے مضامین چھپ چکے ہیں۔ یہ کتاب جو ان کی سالوں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ عیسوی و ہجری سنین کے تقابل کے ساتھ ساتھ عہد نبوی کی تقویم کے تقابل پر مشتمل ہے۔ پندرھویں صدی ہجری تقریبات کمیٹی اسلام آباد نے اس کتاب کو بنظر استحسان دیکھا اور اسے چھپوانے کی سفارش کی جس کی باقاعدہ اطلاع موصوف کو ملی لیکن روایتی دفتری معاملات سے یہ دن آ گئے تو انھوں نے خود ہی کوشش کر کے یہ انتہائی علمی اور تحقیقی سرمایہ طبع کرا دیا۔ مشہور محقق و فاضل ڈاکٹر سید عبداللہ، مولانا عبدالقدوس ہاشمی، ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ اور میاں سمیع اللہ صاحب جیسے بالغ نظر حضرات نے کتاب کی بے حد تعریف کی ہمیں یقین ہے کہ اسس کتاب کی زبردست پذیرائی ہو گی۔ اور اہل علم اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

## الخطبات الماثورہ

جمع و ترتیب: حکیم الامت تھانوی قدس سرہ
قیمت: /۹ روپے
ملنے کا پتہ: ادار اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے حضرت نبی کریم علیہ السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان سے منقول خطبات جمعہ و عیدین کا یہ مبارک مجموعہ مرتب فرمایا۔ صحیح ترین آثار سے منقول یہ مجموعہ ہند و پاکستان میں بار بار چھپا۔ ادارہ اسلامیات جو علماء اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے اس نے مطبع احمدی لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ ۱۳۳۷ھ کا عکس چھاپا ہے۔ جس میں مولانا احمد حسن سنبھلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ اور ضمیمہ بھی ساتھ ہے جس نے ان خطبات مبارکہ کا معاملہ دو چند کر دیا ہے — یہ خطبات مبارکہ جو جناب رسالت مآب علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے یا صحابہ کرام نے ارشاد فرمایا ان کی اہمیت اور قدر و قیمت پر تو کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ ان کی باتیں سند کا درجہ رکھتی ہیں نبی ہیں تو وہ مطاع و مقتدا اور خدام ہیں تو وہ معیار حق — ان کے خطبات کا ایک ایک لفظ صدق و راستی کا مرقع، اور یاد و ذکر الٰہی کا رنگ ان سے جھلکتا ہے، نصیحت ہے، بیداری ہے، اور وہ سب کچھ ہے جس کی مسلمان کو ضرورت ہے۔ اس خوبصورت اور مبارک و متبرک کی اشاعت جدید پر اشرف برادران شکریہ کے مستحق ہیں۔

## بقیہ: بچوں سے پیار

اس کے بچپنے پر شرمندہ کریں حالانکہ ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ آپ اُسے یہ احساس دلائیں کہ آپ اس کی باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں اور اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔

اگر بچے کو یہ احساس ہو جائے کہ ماں باپ اُسے پیار نہیں کرتے اور اس سے ناخوش رہتے ہیں۔ اِس سے بچے کے ننھے ذہن میں ایک خوف، ایک ڈر اور کمتری کا احساس پیدا ہوتا ہے اگر بچہ کسی بات میں اپنی کم عمری کے باعث پورا نہیں اُترتا تو ماں کا فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کرے اور اُسے اس قابل بنا دے کہ وہ اس کام کو بخوبی سرانجام دے سکے۔ ہر بچہ ماں کے ذرا ذرا سے اشارے کو خوب سمجھتا ہے۔ جب ماں کا دستِ تعاون آگے بڑھے گا تو بچے کا دل مسرتوں سے بھر جائے گا۔ وہ اپنے تئیں محفوظ جان کر اپنے اندر اعتماد اور حوصلہ محسوس کرے گا اور اسے یقین ہو گا کہ واقعی ماں باپ اُس سے پیار کرتے ہیں۔ (جاری ہے)





# طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

## عرق النساء، وجع المفاصل

س۔ مریضہ کی عمر چالیس سال ہے۔ آٹھ سال پہلے بچی کی پیدائش ہوئی تو بائیں ٹانگ میں درد ہوا۔ پھر دائیں ٹانگ میں درد شروع ہو گیا جو خود بخود ٹھیک ہو گیا۔ اب عرصہ پانچ سال سے ٹانگوں اور گھٹنے میں درد ہے ٹانگ بالکل جُڑ گئی ہے۔ سردیوں میں اکڑ جاتی ہے۔ مریضہ کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ انگریزی دیسی بہت علاج کرائے لیکن فائدہ کے بجائے مرض بڑھتا ہی گیا۔ برائے مہربانی کوئی نسخہ تجویز کریں۔

(محمد ایوب، کریانہ مرچنٹ لیہ)

ج: مریضہ کو روزانہ صبح سویرے ایک چمچی خالص شہد ایک کپ نیم گرم پانی میں حل کر کے پلائیں۔ ٹانگوں پر رات سوتے وقت روغن زیتون کی مالش کریں۔

۱۔ سورنجاں شیریں (۲) صبر سقوطری (۳) پوست ہلیلہ زرد۔ تینوں چیزیں ہموزن باریک پیس کر ملا لیں اور ایک خوراک ۲ ماشہ صبح ناشتہ کے بعد دوسری خوراک عصر کے وقت پانی کے ساتھ کھلائیں۔ بادی، ثقیل اور لیسدار چیزوں سے پرہیز رکھیں۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھلائیں — انشاء اللہ صحت ہو گی۔

## نزلہ، زکام، بلغم

س: بندہ کو دائمی نزلہ زکام ہے اور ایک ایک منٹ بعد منہ سے بلغم خارج ہوتی رہتی ہے۔ حکیموں ڈاکٹروں سے تین چار سال علاج کرا چکا ہوں کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ سر اور کمر میں بھی درد رہتا ہے۔ براہ کرم کوئی مفید علاج بتائیں۔

منظور احمد گورمانی
ٹھٹھہ گورمانی تحصیل کوٹ ادو

ج۔ آپ ہماری دو دوائیں نسخہ دماغی اور سیکرانی منگوا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔ یا درج ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں۔

(۱) پوست ہلیلہ زرد (۲) پوست ہلیلہ کابلی (۳) ہلیلہ سیاہ بریاں (۴) آملہ مقشر (۵) انیسون (۶) پوست بہیڑہ (۷) برگ سنا مکی (۸) نمک سیاہ ہم وزن الگ الگ پیس کر ملا لیں اور صبح دوپہر شام ۲/۱ ۲ ماشہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

## کھانسی

س: مجھے بچپن سے کھانسی کی شکایت ہے، کھانسی کے دوران سینے میں درد رہتا ہے۔ صبح کے وقت بلغم بھی آتی ہے۔ منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ مرغی کا شوربا پینے سے کچھ عرصہ پہلے کھانسی میں خون بھی آیا تھا دوڑنے سے سانس پھول جاتی ہے۔ کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔

(ملک عبدالغفور
پیر جوگوٹھ ضلع خیرپور سندھ)

ج: مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے صبح و شام ایک ایک تولہ نوش فرمائیں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

(باقی ۲۴ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ —— ہفت روزہ خدام الدین لاہور —— ۱۵ رہائش ۳۱۱۱۸۲ مدرسہ ۶۴۹۸۰

بچوں کا صفحہ

# لقمان کی نصیحت

پیارے بچو! ایک دفعہ تاجروں کا ایک قافلہ یونان کی سرزمین سے گزر رہا تھا۔ جب وہ ایک سنسان اور ویران علاقے میں پہنچا تو ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اس پر چڑھائی کر دی اور سارا سامان لوٹ کر لے جانے لگے۔ تاجروں نے بہت کچھ شور و غل مچایا۔ لیکن ڈاکوؤں کے اس گروہ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تاجروں نے پیغمبروں کا بھی واسطہ دیا لیکن اس سے بھی کام نہ چلا۔ تاجروں کے اس قافلے میں لقمان حکیم بھی تھے۔ ان کی حکمت کی باتیں بڑی موثر اور کارگر ہوتی تھیں۔ تاجروں نے ان سے درخواست کی کہ وہی ڈاکوؤں کو نصیحت کریں تاکہ اس طرح ہمارا مال واپس مل جائے ورنہ ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔ اور ہمارے گھروں میں فاقہ کشی کی نوبت آ جائے گی۔ حکیم لقمان نے کہا حکمت کی باتیں ایسے لوگوں سے کہنا فضول ہے۔ جس لوہے کو زنگ کھا چکی ہو اُسے صیقل سے صاف نہیں کیا جا سکتا۔ سخت دل انسان پر نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے۔

پھر حکیم لقمان نے ان تاجروں سے کہا۔ تم اپنی سلامتی کے زمانے میں شکستہ دلوں سے ہمدردی روا رکھو اگر کوئی مانگنے والا گریہ وزاری کے ساتھ تم سے کچھ طلب کرے تو اسے دے دو ورنہ یاد رکھو کوئی نہ کوئی ظالم اور ستم گر تم سے تمہارا بچایا ہؤا مال چھین لے گا۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا، اس حکایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی سوال کرنے والا عاجزی سے اپنی ضرورت کے لئے کہے اگر اُس کی ضرورت پوری کرنے کی توفیق اللہ نے دی ہو تو بُخل سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ آپ بھی جب بڑے ہو کر زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے لگیں گے۔ تو حکیم لقمان کی یہ نصیحت آپ کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے۔ مظلوم اور کمزور انسانوں کی مدد اپنے لئے ضروری کر لینی چاہیئے اس سے اللہ بھی خوش ہوتے ہیں اور اپنی عاقبت بھی سنورتی ہے۔ بعض لوگ بخل اور کنجوسی سے کام لے کر کسی غریب اور ضرورت مند کی مدد نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالےٰ انہیں دنیا میں بھی ذلیل کرتا ہے۔ اور آخرت میں تو رسوا ہوں گے ہی۔

فیصل اکیڈمی پاکستان نامی ادارے نے

حضرت لاہوریؒ کے ملفوظات پر مبنی کتاب

## ملفوظات طیّبات

غیر قانونی طور پر شائع کر لی ہے۔ لہٰذا جماعت کے حضرات سے گذارش ہے کہ اگر کوئی شخص ملفوظات طیبات کا جعلی نسخہ بیچتا ہوا پایا جائے تو اس کا محاسبہ کیا جائے۔

—— ناظم اعلیٰ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۲۱/۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳/۹/۶۷-۲۰۷۶-۹ D.D مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.۴۴/۴۰-۱۵۳۱۰ ۳ تاریخ ۶۴